جرمنی کے واقفینِ نو خدّام کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ سوال جواب

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقفینِ نو خدّام کو سوالات کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

☆ **ایک واقفِ نو نے سوال کیا کہ معترضینِ اسلام قرآن کریم کی جن آیات میں جنگ و قتال کا ذکر ہے ان پر** جب اعتراض کرتے ہیں تو ہم انہیں یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ آیات تب نازل ہوئیں جب کفارِ مکہ نے مسلمانوں پر **بہت مظالم کئے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے مسلمانوں کو مدینہ سے نکال دیا اور پھر مدینہ میں بھی انہیں چین سے نہیں رہنے دیا تو تب اللہ تعالیٰ نے دفاع کی اجازت کے لئے یہ آیات نازل فرمائی تھیں۔** اس پر معترضین کہتے ہیں کہ آپ لوگ تو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ قرآن کریم کی تعلیم تو ہر زمانہ کے لئے ہے اور آج بھی **قرآنی تعلیم روزمرہ کے امور کے بارہ میں رہنمائی کرتی ہے تو پھر اس صورت میں ان آیات کا آجکل کی زندگی سے کیا** تعلق ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے **فرمایا:۔** پہلی بات تو یہ ہے کہ اُن لوگوں سے جو اسلام پر اعتراض کرتے ہیں کہیں کہ قرآن کریم میں تو دو ہزار سے زائد آیات ہیں جن سے جہاد کا کچھ نہ کچھ ذکر ملتا ہے۔ اوّل تو جہاد اور قتال میں فرق ہے۔ ہر جہاد قتال نہیں ہے۔ اصل جنگ تو قتال ہے۔ دوسری طرف بائبل میں قرآن کریم کی نسبت تقریباً تین گنا یعنی پانچ ہزار یا اس سے زائد آیات ہیں جن میں شدت پسندی، جنگ اور قتل و غارت کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر انجیل جس کے بارہ میں یہ کہتے ہیں کہ اس کی تعلیم یہ ہے کہ ایک گال پر طمانچہ پڑے تو دوسرا بھی آگے کر دو اس میں بھی دو سو تو ّے یا اکیانوے آیات ایسی ہیں جن میں اس قسم کی تعلیم ہے۔ یہ تو الزامی جواب ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

دوسری بات یہ ہے کہ تیرہ سال تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلم ہوتے رہے لیکن اللہ تعالیٰ نے جنگ کی اجازت نہیں دی۔ جب ظلموں کی انتہا ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی اور جب ہجرت کرنے کے ڈیڑھ سال بعد کفار نے حملہ کیا تو اس وقت قرآن کریم کی آیت نازل ہوئی جس میں مسلمانوں کو اپنے دفاع کی اجازت دی گئی۔ سورۃ الحج کی آیات 40 و 41 حکم دیتی ہیں کہ اب جنگ کرو۔ اور جنگ اس لئے کرو کہ مذہب کی حفاظت کرنی ہے۔ ان آیات میں لکھا ہے کہ مخالفین کے حملوں کی صورت میں نہ کوئی چرچ باقی رہے گا، نہ کوئی synagogue باقی رہے گا، نہ کوئی temple باقی رہے گا اور نہ کوئی مسجد باقی رہے گی۔ تو جب اجازت ملی تو تمام مذاہب کی حفاظت کی اجازت ملی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

جو حقیقی اسلامی تاریخ ہے اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے ماسوائے بعض orientalists کے جنہوں نے اپنی تاریخ بنا کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ اسلام نے حملے کئے۔ حالانکہ اسلام نے کبھی حملہ نہیں کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تک اسلام کو مٹانے کیلئے اور ظلم کرنے کے لئے مسلمانوں پر حملے نہیں کئے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہیں دیا۔ اسی لئے اسی طرح کی ایک جنگ سے واپس آتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف آرہے ہیں جو کہ قرآن کریم کی تعلیم کو پھیلانا اور تبلیغ کرنے کا جہاد ہے۔ پھر صلح حدیبیہ کے معاہدہ کے بعد امن اور سلامتی کا کچھ عرصہ گزرا، اس دَور میں اسلام جنگوں کے دَور کی نسبت کہیں زیادہ پھیلا ہے۔ اس لئے جنگ سے یا شدت پسندی سے اسلام نہیں پھیلا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں جب ایران نے حملہ کیا تو آپ رضی اللہ نے صرف ان کے حملہ کا جواب دیا۔ جب مسلمان فوجیں ایران کے بارڈر پر جا کر بیٹھ گئیں۔ اس وقت بھی جب ایران کی فوج حملے کرتی رہی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے فوجیوں اور کمانڈروں سے فرمایا کہ تم نے اس طرح ان پر حملہ نہیں کرنا کہ ان کے اندر چلے جاؤ بلکہ صرف دفاع کرنا ہے۔ لیکن جب بار بار ایرانیوں کے حملے ہوئے تو اس پر حضرت عمر رضی اللہ نے پوچھا کہ بار بار حملے کیوں ہو رہے ہیں تو اس وقت کمانڈر نے کہا کہ آپ ہمارا ہاتھ روک رہے ہیں کہ ان پر حملہ نہیں کرنا۔ تو اس کے بعد جنگِ قادسیہ ہوئی جو کہ مسلمانوں پر ظلم کرنے کے نتیجہ میں ہوئی۔ پھر جب مسلمانوں کی فوجیں آگے بڑھیں تو بڑھتی چلی گئیں۔ اور پھر وہاں بھی زبردستی تو کسی کو مسلمان نہیں بنایا گیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اب رہ گئی بات کہ قرآن کریم کی تعلیم ہر زمانہ کے لئے ہے تو یہ بالکل ٹھیک ہے۔ قرآن کریم میں ہر زمانہ کے لئے تعلیم ہے اور قرآن کریم چھوٹے سے چھوٹے امکان کو لے کر بڑے سے بڑے امکان کو cover کرتا ہے۔ یہ کہیں نہیں لکھا ہوا کہ چونکہ بڑے امکان کا ذکر ہے اس لئے چھوٹے امکان کی کوئی سزا نہ دو یا اگر بڑے امکان کی صورت پیدا نہیں ہوتی تو چھوٹے امکان کی صورت بھی نہ ہو۔ یہ تو ایک مکمل اور comprehensive شریعت ہے جس نے ہر امکان یعنی ہر ممکنہ چیز کو اپنے اندر شامل کرلیا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں آیا ہے کہ اگر ایسی صورتحال ہو تو تم نے جنگ کرنی ہے۔ قرآن کریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا تھا۔ بخاری کی حدیث میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح و مہدی کے آنے کی پیشگوئی فرمائی تو فرمایا کہ مسیح **'یَضَعُ الْحَرْبَ'** کرے گا یعنی جنگوں کا خاتمہ کرے گا۔ کونسی جنگوں کا خاتمہ کرے گا؟ مذہبی جنگوں کا خاتمہ کرے گا۔ اس کا مطلب ہے کہ اُس وقت مذہبی جنگیں نہیں ہوں گی۔ دشمنوں کی طرف سے اسلام کو ختم کرنے کے لئے اُس طرح حملہ نہیں ہوگا جس طرح کفار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کرتے تھے، یا ایرانیوں نے کیا یا دوسروں نے کیا۔ یہاں تک کہ عیسائیوں نے بھی کیا۔ تو یہ کہنا کہ قرآن کریم ہر زمانہ کے لئے ہے تو یہ بالکل درست ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے 'عیسٰی مسیح کرے گا جنگوں کا التواء' اور ایک طرف فرمایا کہ 'جو بھی لڑائی کو جائے گا وہ کافروں سے سخت ہزیمت اُٹھائے گا'۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح کے لئے **'یَضَعُ الْحَرْب'** فرمادیا تھا۔ اس لئے اب اگر تم لڑائی کرنے کیلئے جاؤ گے تو پھر تم کافروں سے نقصان اُٹھاؤ گے کیونکہ اسلام پر حملہ بحیثیت مذہب اُس طرح سے نہیں ہو رہا۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں یہ فرمایا کہ جنگ کرو اور جہاد کرو وہاں یہ بھی تو ساتھ تسلی دلائی ہے کہ تم لوگ فتح پاؤ گے۔ اِس وقت کونسا مسلمان ملک ہے جو فتح پا رہا ہے یا کونسی کامیابیاں ہیں جو مسلمانوں نے جنگیں کر کے حاصل کرلی ہیں؟ اس کا مطلب ہے کہ یہ جہاد نہیں ہے۔ یہ جنگ اللہ تعالیٰ کے نام پر نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جب مسیح آئے گا تو امن اور محبت اور پیار پھیلائے گا جس طرح کہ پہلے مسیح نے پھیلایا تھا۔ پہلے مسیح کی تعلیم پیار، محبت اور امن ہی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میں بھی اُسی مسیح کے قدموں پر آیا ہوں۔ وہ مسیحِ موسوی تھا، میں مسیحِ محمدی ہوں اور میں نے بھی محبت اور پیار پھیلانا ہے۔ اس لئے جنگیں ختم ہوگئیں۔ ہاں اگر کسی وقت امکان پیدا ہوتا ہے کہ اسلام پر بحیثیت مذہب حملہ ہو اور اسلام کو مٹانے کی کوشش کی جائے تب جہاد والی آیتیں لاگو ہو جائیں گی۔ لیکن اِس وقت یہ صورتحال نہیں ہے اس لئے یہ آیات لاگو نہیں ہو رہیں۔ جب قانون بنایا جاتا ہے یا جب ملکی قانون بھی بنتے ہیں تو اس کا یہ مطلب تو نہیں ہوتا کہ ہر شہری کو پکڑ کر سزا دے دو یا پھانسی دے دو۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جنگوں کا التواء ہو گیا ہے یعنی ملتوی ہو گئی ہیں۔ کیوں ملتوی ہو گئی ہیں؟ اس لئے کہ اسلام پر اب بحیثیت مذہب حملہ نہیں ہو رہا۔ ہاں جب ہوگا تو قرآن کریم کی آیتیں ہمیں حکم دیتی ہیں اور اجازت دیتی ہیں کہ اب تم لڑائی کر سکتے ہو اور پھر اس صورت میں اللہ تعالیٰ یہ بھی گارنٹی دیتا ہے کہ فتح بھی تمہاری ہوگی۔

☆ **اس کے بعد ایک واقفِ نو نے عرض کیا کہ ملک شام میں کیمیکل حملوں کے بعد امریکہ نے جو راکٹ کے ساتھ فضائی حملہ کیا ہے کیا ہم اس حملہ کو مسلمانوں کے خلاف یا اسلام کے خلاف تصور کر سکتے ہیں؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ سوال یہ ہے کہ شام کی حکومت جو اپنے ہی لوگوں کو اور مسلمانوں کو مار رہی ہے اس کو کیا تصور کریں گے؟ ایک طرف رشیا شام کی حکومت کی مدد کر رہا ہے اور لوگوں کو مار رہا ہے۔ وہ بھی تو مسلمان ہی ہیں۔ وہ بھی تو یہی کلمہ پڑھتے ہیں۔ دوسری طرف امریکہ اگر حملہ کر رہا ہے تو اس لئے کر رہا ہے کہ وہ مسلمان جو پہلے مارے گئے اُن پر ظلم ہوا اس لئے اس نے کہا دوسرے مسلمانوں کو مار دو۔ تو دونوں طرف سے ظلم ہو رہا ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم ظلم کو روکو۔ اگر ہاتھ سے نہیں روک سکتے تو زبان سے روکو، اگر زبان سے نہیں روک سکتے تو دعا کرو۔ ہمارے پاس تو اس وقت طاقت نہیں ہے۔ ہم تو دعا ہی کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان مسلمان لیڈروں کو بھی عقل دے، جو مسلمان rebel گروپس ہیں ان کو بھی عقل دے اور جو شدت پسند ہیں اور اسلام کے نام پر ظلم کر رہے ہیں ان کو بھی عقل دے۔ تو دونوں نے block بنا لئے ہیں۔ ایک مسلمان گروہ نے رشیا کے ساتھ block بنا کر گٹھ جوڑ کرلیا ہے اور دوسرے نے امریکہ کے ساتھ کرلیا ہے۔ تو ہم اس کو مسلمانوں پر حملہ کیسے قرار دے سکتے ہیں؟ مسلمانوں کے اندر ہی منافقت پیدا ہوئی ہوئی ہے تو ہم پھر یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔ پھر ترکی جو کرُدوں کو مار رہا ہے یا سیرین گورنمنٹ سنّیوں اور سنّی شیعہ کو مار رہے ہیں۔ روز دہشت گردی کے حملے ہو رہے ہیں۔ کل طالبان نے افغانستان میں 130 فوجی مار دیئے۔ تو کیا یہ اسلام کے خلاف جنگ ہے؟ یہ تو مسلمان خود منافق بنے ہوئے ہیں اور یہ ہونا ہی تھا۔ کیونکہ یہ اسلامی جنگیں نہیں ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے بتایا کہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ 'تم ہزیمت اُٹھاؤ گے۔' اگر تم اسلام کے نام پر جنگ کرنے کی کوشش کرو گے یا اگر داعش اسلام کے نام پر جنگ کرنے کی کوشش کر رہا ہے تو مار کھا کھا کر ختم ہو گیا ہے۔ کیا رہ گیا ہے اب ان کا؟ انہوں نے ہزیمت تو اُٹھالی ہے۔ اصل میں تو یہ تھا کہ اگر وہ اسلام کے نام پر جنگ کر رہے تھے اور وہ اسلامی جنگ تھی تو پھر تو ان کو بجائے ختم ہونے کے جیتنا چاہئے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تو جیتنے کا وعدہ دیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نشانی بتائی ہے کہ اگر تم اسلام کے نام پر جنگ کر رہے ہو تو پھر تم ضرور جیتو گے کیونکہ میری مدد تمہارے ساتھ ہے۔ آپ کو کہیں ان کا جیتنا نظر آ رہا ہے؟ آخر میں فتنہ ہی نظر آتا ہے۔ آخر میں جا کر یا تو یاجوج کی گود میں بیٹھ جاتے ہیں یا پھر ماجوج کی گود میں بیٹھ جاتے ہیں اور دجّال کے پاس چلے جاتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ ہمارے فیصلے کرا دو۔ تو جب خود دجال کے پاس اپنے فیصلے کروانے چلے جاتے ہیں تو پھر اسلام کہاں سے رہ گیا ہے؟

☆ **اس کے بعد ایک واقفِ نو نے سوال کیا کہ پاکستان سے جو نئے لوگ یہاں اسائلم پر آتے ہیں انہیں بالعموم کام کی اجازت نہیں ہوتی لیکن ان میں سے کچھ لوگ پھر بھی کام کر رہے ہوتے ہیں۔ اور پھر جب وہ کام کرتے ہیں تو اس پر ٹیکس یا انشورنس وغیرہ بھی ادا نہیں کرتے۔ تو کیا ایسے لوگوں کو چندہ دینا چاہئے؟**

اس پر حضور انور **ایدہ اللہ تعالیٰ** بنصرہ العزیز نے **فرمایا:**۔ جو بھی غیر قانونی کام کے ذریعہ آمد پیدا ہو رہی ہے اس پر ہمیں چندہ نہیں لینا چاہئے۔ اسی لئے میں تو کئی خطبوں میں بھی کہہ چکا ہوں کہ ٹیکس نہ چوری کرو۔ ٹیکس نہ بچاؤ۔ یہ غلط طریق کار ہے۔ پھر یہ ہے کہ اگر تم شرعی لحاظ سے بھی غلط کام کر رہے ہو، شراب بیچ رہے ہو جس کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شراب بیچنے والا، شراب کشید کرنے والا، شراب پلانے والا، شراب بنانے والا یہ سب لعنتی اور جہنمی ہیں۔ تو ایسی صورت میں پھر ہم چندہ کیسے لے سکتے ہیں؟ قرآن کریم نے اس حد تک اجازت دی کہ اگر تم بھوک سے مر رہے ہو تو تم سؤر کھا سکتے ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ سؤر بھی اب ہمارے لئے ایک بہت بڑا ہَوّا بن گیا ہوا ہے اور لوگ سؤر کا سر لا کر ہماری مسجدوں میں رکھ دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے مسلمانوں کے جذبات اُبھار دیئے۔ حالانکہ اس میں جذبات اُبھارنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر ایک سر پڑا ہوا ہے تو ان سے کہو کہ تین چار اور لا کر رکھ دو تو وہ خود ہی خاموش ہو جائیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ تو اضطراری طور پر تو سؤر کھانے کی بھی اجازت ہے لیکن صرف اُن کیلئے جن کو اضطرار ہے، ہمارے لئے نہیں۔ جماعت کو کوئی ایسی ضرورت نہیں ہے کہ غیر قانونی کمائی کا یا غیر شرعی کام کی کمائی کا چندہ لے۔ جو ایسا کرتے ہیں وہ غلط کرتے ہیں۔ میں خطبوں میں انتظامیہ کو بھی کئی دفعہ کہہ چکا ہوں۔

☆ ایک واقفِ نَو نے سوال کیا کہ ایک حدیث ہے کہ مسیح موعود جب آئے گا تو شام کے مشرق میں ایک **مینارہ پر اترے گا۔ غیر احمدی کہتے ہیں کہ شام میں ایک مسجد ہے جس کے مینارہ پر وہ اتریں گے۔ جبکہ ہمارے مسیح موعود علیہ السلام کی پیدائش کے بعد قادیان میں مینار بنایا گیا تھا۔**

اس پر حضور انور **ایدہ اللہ تعالیٰ** بنصرہ العزیز نے **فرمایا:**۔ مسیح کا مینارے پر اترنا تو ایک تشبیہ ہے۔ یہ تو ایک مثال دی گئی ہے کہ مسیح دمشق کے مشرق میں اُترے گا۔ آپ نقشہ پر دیکھیں تو قادیان اور پنجاب دمشق کا مشرق ہی بنتا ہے۔ باقی جہاں تک قادیان میں مینارۃ المسیح کا تعلق ہے تو اس کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ چونکہ مینار مسیح کی نشانی بتائی گئی تھی اس لئے میں ظاہری طور پر بھی مینار بنا رہا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ تو نہیں فرمایا کہ میں یہ مینار اس لئے بنا رہا ہوں کہ یہ مینار میری آمد کی دلیل بن جائے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں تو وہ مینار بنا ہی نہیں تھا۔ صرف چند فٹ تک اُٹھا تھا۔ یہ تو خلافتِ ثانیہ کے دَور میں بنا ہے۔ تو ہر حدیث کی تشریح ہوتی ہے۔ جس طرح ابھی ایک خادم نے حدیقۃ الصالحین سے حدیث پڑھ کر اس کی تشریح بتائی ہے اسی طرح اس حدیث کی تشریح بھی اس کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔ کافی لمبی تشریح ہے۔ وہ پڑھ لیں۔ آپ پر سارا واضح ہو جائے گا۔ نہیں تو اپنے سیکرٹری وقفِ نَو سے کہیں کہ وہ آپ کو حدیث نکال کر دے دیں۔

☆ **ایک واقفِ نَو نے سوال کیا کہ ابھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ قرآن کریم کی آیات ہر زمانہ کے لئے ہیں۔ پاکستان میں جو مولوی ہیں وہ پاکستان میں جماعتِ احمدیہ کو بحیثیت جماعت ختم کرنے کے لئے ہم پر ظلم کر رہے ہیں، ہمارے لوگوں کو اسیر بنا رہے ہیں، ہمارے لوگوں کو شہید کر رہے ہیں تو ان**

فرمایا: ہمارے لئے تو بڑا واضح حکم ہے کہ جس ملک میں رہتے ہو وہاں فتنہ اور فساد پیدا نہیں کرنا۔ فتنہ کے بارہ میں قرآن کریم میں آتا ہے کہ **اَلْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ**۔ یعنی فتنہ قتل سے زیادہ بُری چیز ہے۔ اس لئے پاکستان میں ہماری حکومت نہیں ہے۔ ہم اُس ملک کے شہری ہیں اور اس ملک کے قانون کو ماننے والے ہیں۔ لیکن جہاں وہ قانون شریعت سے ٹکراتا ہے وہاں ہم اس قانون کو نہیں مانتے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ تم نماز پڑھو۔ تم کلمہ پڑھو۔ تم السلام علیکم کہو اور اگر تم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہو تو تم مسلمان ہو۔ لیکن پاکستان میں مذہب کے حوالہ سے جو قانون ہے وہ تو جنگل کا قانون ہے۔ اس لئے ہم صرف اس قانون کو نہیں مانتے۔ لیکن ہمارا یہ کام نہیں ہے کہ ہم جنگ کریں۔ کیونکہ ہم نے اس ملک سے نہیں لڑنا۔ اس بارہ میں قرآن کریم کہتا ہے اگر تم ایسے ملک میں نہیں رہ سکتے اور تم پر ظلم ہو رہا ہے تو تم وہاں سے ہجرت کر جاؤ۔ اسی لئے تو آپ لوگ ہجرت کر کے یہاں آ گئے ہیں۔ وہاں ظلم برداشت نہیں کر سکتے تو یہاں آ گئے ہیں۔ لیکن بہت سارے لوگ ہیں جو ظلم برداشت کر سکتے ہیں اور وہ وہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو اگر آپ کا یہ سوال ہے کہ ہم ان کے ساتھ جنگ کر سکتے ہیں، تو اس کا جواب ہے کہ ہم جنگ نہیں کر سکتے کیونکہ وہاں ہماری حکومت نہیں ہے۔ ہاں اگر کسی وقت احمدیوں کے پاس کوئی ملک ہوتا ہے اور وہاں احمدیوں کی حکومت ہوتی ہے اور اس پر کوئی دوسری حکومت حملہ کرتی ہے تو پھر اس جنگ کا جواب دے دیں گے۔

☆ **ایک واقفِ نَو خادم نے سوال کرتے ہوئے کہا کہ غیر احمدی مسلمان سوال کرتے ہیں کہ احمدی اور دیگر مسلمانوں کا قرآن علیحدہ علیحدہ ہے۔ تو ہم اُن کو کیا جواب دیں کہ ہمارا قرآن صحیح ہے۔**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے **فرمایا:**۔ ہم تو یہ کہتے ہی نہیں کہ ہمارا قرآن علیحدہ ہے اور اُن کا قرآن علیحدہ ہے۔ اُن سے کہو کہ جو تمہارا قرآن ہے وہی ہم پڑھتے ہیں۔ یہاں پر پچاس فیصد ایسے ہیں جن کے پاس ترکی کا چھپا ہوا قرآن ہے یا بعض دیگر جگہوں کے چھپے ہوئے قرآن ہیں۔ پاکستان میں ایک 'تاج کمپنی' ہوتی تھی میں نے تو بچپن میں اسی کمپنی کا چھپا ہوا قرآن کریم پڑھا ہے۔ اس لئے ہم تو وہی قرآن پڑھتے ہیں جو دوسرے غیر احمدی پڑھتے ہیں۔ ہاں تفسیریں مختلف ہوتی ہیں اور مفسرین نے خود لکھا ہے کہ قرآن کریم کے کئی بطن ہیں۔ بلکہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ بعض مفسرین لکھتے ہیں کہ جب تک کوئی مفسر قرآن کریم کی ایک آیت کی بیس یا بائیس تفسیریں نہیں کر لیتا اُس وقت تک وہ مفسر نہیں کہلا سکتا۔ تو ہر مفسر نے قرآن کریم کی اپنی تفسیر کی ہوئی ہے۔ بعض پرانے مفسرین اور علماء اور بزرگان نے جو قرآن کریم کی تفسیریں کی ہوئی ہیں اُن میں سے بعض کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے quote کیا ہے کہ دیکھو میں نے قرآن کریم کی یہ تفسیر کی ہے اور فُلاں مفسر نے بھی اس کی یہی تفسیر کی ہے۔ ابنِ عربی نے بھی یہ لکھا ہے یا فلاں فُلاں مفسر نے یہ لکھا ہے۔ تو ہمارا قرآن تو ان کے قرآن سے مختلف ہے ہی نہیں۔ کون کہتا ہے کہ مختلف ہے؟ آپ اس بات پر کیوں بحث کرتے ہیں کہ قرآن مختلف ہے؟ اُن سے کہو کہ جو تمہارا قرآن ہے وہ لاؤ، میں وہ پڑھتا ہوں اور جو قرآن کریم میں پڑھتا ہوں وہ تم لے جاؤ اور مجھے بتاؤ کہ کس لفظ میں ہمارے اور تمہارے قرآن میں اختلاف ہے؟ ایک لفظ بھی ایسا نہیں ہے۔ ایک لفظ کیا ایک حرف بھی یا ایک نقطہ بھی ہمارے قرآن کریم کا دوسرے قرآن کریم سے مختلف نہیں ہے۔ قرآن کریم کے بارہ میں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ 'میں نے اس کی حفاظت کرنی ہے۔' اور قرآن کریم چودہ سو سال سے محفوظ ہے۔ ہمارے ہاں قرآن کریم کے حافظ ہیں وہ پاکستان میں بھی بعض اوقات جب قرأت کا مقابلہ ہوتا ہے تو وہاں جا کر تلاوت کے مقابلہ میں حصہ لیتے ہیں اور انعام لے کر آتے ہیں۔ تو وہ وہی قرآن پڑھ کر انعام لے کر آتے ہیں۔ ورنہ وہ اعتراض نہ کر دیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ اس بحث میں جانے کی ضرورت ہی نہیں کہ تمہارا قرآن اور ہے اور ہمارا اور ہے۔ بلکہ انہیں کہو ہم تمہارے والا قرآن ہی پڑھتے ہیں۔ اپنے پاس قرآن کریم رکھنا چاہئے اور ان سے کہو کہ قرآن کریم لاؤ اور موازنہ کر لو۔ صرف زبانی دلیل سے کچھ نہیں ہوتا۔ فوری طور پر عمل کر کے دکھانا چاہئے۔ back-foot پر جا کر نہ کھیلا کریں بلکہ ٹھوس دلیل دیا کریں۔

☆ **اس کے بعد ایک واقفِ نَو نے سوال کیا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گزشتہ خطبہ میں نماز کی اہمیت کے حوالہ سے فرمایا کہ نماز باجماعت ادا کی جائے۔ اگر نماز سنٹر دور ہے یا ہم اکیلے ہیں یا کام کی وجہ سے نماز باجماعت ادا نہیں کر سکتے تو اس صورت میں کیا کرنا چاہئے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے **فرمایا:**۔ اگر اکیلے ہیں اور ساتھ کوئی نہیں ہے تو پھر تو

مجبوری ہے۔ میں نے بھی یہی کہا تھا کہ مجبوری ہے تو اور بات ہے ورنہ زیادہ سے زیادہ کوشش کریں کہ نمازیں باجماعت ادا کریں۔ حدیث میں تو آیا ہے کہ اگر تم صحرا میں جا رہے ہو اور نماز کا وقت ہو گیا ہے تو تم وہاں آذان دے دو حالانکہ تمہیں وہاں کوئی نظر نہیں آرہا۔ دور دور تک صرف کھلا میدان نظر آرہا ہے۔ تو تم اذان دے دو۔ شاید ہوسکتا ہے کہ کوئی بھولا بسرا مسافر کہیں کسی ٹیلے کے پیچھے بیٹھا ہو اور وہ تمہاری اذان کی آواز سن کر آجائے اور تمہارے ساتھ نماز پڑھ لے۔ لیکن یہاں اگر تم اذانیں دو گے تو تمہیں مشکل پیدا ہو جائے گی اس لئے اپنی نماز پڑھ لو۔ لیکن کوشش یہ کرو کہ باجماعت نمازیں پڑھنی ہیں۔ کسی چیز کو بہانہ نہ بناؤ۔ اور جب گھر میں ہو تو اپنے بہن بھائیوں، بیوی بچوں کے ساتھ اکٹھے ہو کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

☆ **اسی واقفِ نو خادم نے عرض کیا کہ حدیث میں آیا ہے کہ تین جمعے نہ پڑھنے سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔**

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ کوشش کریں کہ آپ ایک دو جمعوں کے بعد ایک جمعہ ضرور پڑھیں۔ بعض دفعہ اپنے کام کی جگہوں پر کہہ سکتے ہیں کہ مجھے اتنے وقت کی چھٹی دے دو۔ تو اکثر employers اور مالک چھٹی دے بھی دیتے ہیں۔ لیکن جہاں مجبوری ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی بہت وسیع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ایک اصولی بات بتائی ہے۔ اگر حقیقی مجبوری ہے تو انسان اس سے exempt ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پھر معاف کر دیتا ہے۔ لیکن ایسی باتوں کو بہانہ نہیں بنانا چاہئے۔

☆ **ایک واقفِ نو خادم نے عرض کیا کہ میرا سوال organ donation کے بارہ میں ہے۔**

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ Organs کی ڈونیشن ہو سکتی ہے۔ مرنے کے بعد لوگ آنکھوں کا عطیہ دیتے ہیں، گردے دیتے ہیں بلکہ بعض زندگی میں ہی گردے دیتے ہیں یا بعض اور چیزیں دے دیتے ہیں۔ جو چیز انسانیت کے فائدے کیلئے ہو سکتی ہے اور جو قربانی دینے کیلئے تیار ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اس پر اس خادم نے عرض کیا کہ اس پر بعض اعتراض کرتے ہیں کہ وفات کے بعد برین dead ہوتا ہے لیکن organs تو زندہ ہوتے ہیں۔ اس لئے اس سے روح کو تکلیف ہو سکتی ہے۔

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ سوال ہے کہ جب اپنی زندگی میں کوئی گردہ نکال کر دیتا ہے۔ کئی لوگ اپنے گردے اپنے رشتے داروں کو دے دیتے ہیں۔ یا غریب ملکوں میں بعض غریب بیچارے اپنے گردے بیچ دیتے ہیں۔ انڈیا، پاکستان میں لوگ اپنے گردے بیچ دیتے ہیں۔ تو ایسے لوگ اپنی زندگی میں ہی دے رہے ہوتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ایسے اعضاء کام تو تب ہی آئیں گے جب اُن کا فائدہ ہو۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔
یہاں روح کا تو سوال ہی نہیں ہے۔ مرنے کے بعد روح کا جسم سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ جب ڈاکٹر نے حقیقت میں ڈکلیئر کر دیا کہ انسان مر گیا ہے تو اس کے کچھ عرصہ کے بعد تک بعض چیزیں فنکشن کرتی رہتی ہیں۔ اس عرصہ کے دوران اگر آنکھ نکال لی یا کوئی اور ایسا organ نکال لیا جو دوسرے کو فائدہ پہنچا سکتا ہے تو پہنچا دو۔ ultimately تو ساری چیزوں نے مر ہی جانا ہے۔ دماغ اگر dead ہو گیا تو کچھ دیر بعد دوسرے organs نے بھی ختم ہو جانا ہے۔ تو کیوں نہ ان organs کو ختم ہونے سے پہلے کسی انسان کی جان بچانے کیلئے استعمال کر لیا جائے؟ تو جو لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں غلط کرتے ہیں۔

☆ **ایک واقفِ نو خادم نے عرض کیا کہ میری ایک واقفہ نو بیٹی بھی ہے۔ باپ کی حیثیت سے ہمیں اپنے واقفین نو بچوں کا کس لحاظ سے خیال رکھنا چاہئے؟**

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ سب سے پہلے تو خود نمازیں پڑھیں اور دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی بھی اصلاح کرے اور حقیقی وقفِ نو بنائے اور بچوں کی بھی صحیح تربیت کرنے والا بنائے تاکہ آپ ان کو ملک و قوم کے لئے اور جماعت کے لئے ایک اچھا asset بنا سکیں۔

☆ **ایک واقفِ نو نے عرض کیا کہ صوفیوں کا قول ہے کہ مومن ایک پرندے کی طرح ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ مومن اس دنیا میں تو ہوتا ہے لیکن اس دنیا کا نہیں ہوتا۔ میرا سوال یہ ہے کہ ہمیں کس طرح پتہ لگ سکتا ہے کہ ہم دنیا کی طرف زیادہ جا رہے ہیں اور روحانیت سے دور جا رہے ہیں؟**

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ آپ کو اتنی موٹی بات بھی پتہ نہیں لگتی؟ اگر آپ کو فکر کے ساتھ پانچ وقت باجماعت یا وقت پر نمازیں ادا کرنے کی طرف توجہ پیدا نہیں ہوتی، اگر آپ کو فکر کے ساتھ نفل پڑھنے کی طرف توجہ پیدا نہیں ہوتی، اگر فکر کے ساتھ بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں ہوتی، اگر ہر وقت ذہن میں یہ خیال نہیں رہتا کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے اور میں کوئی غلط کام نہ کروں تو اس کا مطلب ہے کہ آپ اللہ کی طرف کم جا رہے ہیں اور دنیا کی طرف زیادہ جا رہے ہیں۔ یہ تو آپ خود اپنے جائزے لیں۔ آپ نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ایک عہد کیا ہے۔ صوفیوں کی بات تو بعد کی ہے، دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا جو عہد ہے اس کو دیکھیں اور خود جائزہ لیں کہ کیا آپ اس پر پورا اتر رہے ہیں؟ کیا آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کر رہے ہیں؟ کیا آپ کے روزمرہ کے جو عمل ہیں وہ اُس تعلیم کے مطابق ہیں جو اللہ اور اس کے رسول نے دی ہے؟ یہ تو انسان خود جائزہ لے سکتا ہے۔ معیار تو قرآن کریم نے مقرر کر دیا ہے اور معیار تو آپ کے سامنے ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔
یہ کوئی حساب کا سوال نہیں ہے۔ ایک جمع ایک دو ہی ہوگا۔ یہاں کے لوگوں کو عادت پڑ گئی ہے ہم اس طرح کا سوال کریں گے تو اس طرح کا جواب مل جائے گا۔ بعض سوالوں کے جواب اس طرح نہیں ہوتے۔ روحانیت کا معاملہ علیحدہ ہے۔ روحانیت کے لئے پہلی بات اللہ تعالیٰ سے تعلق ہے۔ اس بات کا جائزہ لیں کہ وہ تعلق ہے؟ میں تو آپ کی روحانیت کو جج نہیں کر سکتا۔ یہ تو آپ خود کر سکتے ہیں۔

☆ اسی خادم نے عرض کیا کہ یہ دنیا ایک illusion ہے۔ **ہم بعض اوقات بہت چھوٹی چیزوں کو بہت بڑی بنا لیتے ہیں۔ حالانکہ اصل زندگی تو بعد میں آنی ہے۔**

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ اس میں illusion والی کیا بات ہے؟ دنیا تو آپ کو سامنے نظر آرہی ہے۔ آپ چھوٹی چیزوں کو بہت بڑا اس لئے کر دیتے ہیں کہ دنیا تو آپ کے سامنے ہے اور آپ کو نظر آرہی ہے جبکہ غیب کا علم آپ کو نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ پر جو یقین ہونا چاہئے وہ پورا نہیں ہے اس لئے دنیا کی طرف رجحان ہے۔ یعنی جو چیز سامنے نظر آرہی ہے اسے سمجھتے ہیں کہ حقیقی ہے۔ اگر یہ خیال رہے کہ مرنے کے بعد کی جو زندگی ہے وہ ہمیشہ کی زندگی ہے، اور اللہ تعالیٰ نے ہم سے حساب لینا ہے اور اللہ تعالیٰ ہمارے ہر فعل اور عمل کو دیکھ رہا ہے تو پھر انسان اس دنیا کی زندگی کو بھی اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق گزارنے کی کوشش کرے گا۔ کیونکہ جو اس دنیا کی زندگی ہے اس کا پھل اگلے جہان میں ملنا ہے۔ قرآن کریم نے جو دو جنتوں کا تصور دیا ہے وہ یہی ہے۔ اس دنیا کو بھی جنت بناؤ اور وہ اس طرح بنے گی کہ اللہ اور اس کے رسول کے حکموں پر عمل کرو اور اللہ کے جو حقوق ہیں وہ ادا کرو اور جو بندوں کے حق ہیں وہ ادا کرو۔ تو اگلے جہان میں اللہ تعالیٰ اس کا reward دے گا۔ تو یہ سب تصور کی بات ہے۔ آپ اس دنیا کو اس لئے بڑا سمجھتے ہیں کہ سامنے نظر آرہی ہے۔ ایک مثال بنی ہوئی ہے کہ ایک شخص نے کسی کے بارہ میں بات کی۔ جب اُس شخص کو پتہ چلا جس کے خلاف بات کی تھی تو اُس نے پوچھا کہ یہ بات کیوں کی ہے؟ وہ شخص کہنے لگا کہ جو بات تھی وہ میں نے سچ سچ بتادی ہے۔ میں نے اللہ کو جان دینی ہے میں کیوں غلط بیانی کروں۔ اس پر جس کے خلاف بات کی گئی تھی اس نے دوسرے کو پکڑ لیا اور اس پر مُکّا کس کے کہنے لگا اب بتاؤ یہ مُکّا نزدیک ہے یا اللہ نزدیک ہے؟ پنجابی میں کہتے ہیں کسمن نیڑے کہ اللہ نیڑے؟ تو جب کسمن (مکا) نیڑے ہو جائے تو اللہ تعالیٰ بھول جاتا ہے۔ یہی حال دنیا کا ہے۔

☆ **اس کے بعد ایک واقفِ نو خادم نے عرض کیا کہ میرا سوال اُن واقفین نو کے بارہ میں جو پاکستان سے یہاں آتے ہیں۔ اُن میں سے بعض نے جامعہ میں کچھ عرصہ تعلیم حاصل کی اور کسی وجہ سے تعلیم مکمل نہیں کر سکے۔ ان کے بارہ میں کیا ہدایت ہے؟ وہ کس طرح جماعت کیلئے مفید وجود بن سکتے ہیں؟**

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ اُن کے بارہ میں وہی ہدایت ہے جو ابھی حسنات صاحب نے یہاں پر تقریر کی ہے کہ وہ واقفین نو جو باقاعدہ جماعت کی ملازمت میں یا جماعت کے payroll پر نہیں ہیں وہ بھی اپنے آپ کو وقف سمجھیں اور خدمت کریں۔ یہاں تبلیغ کا میدان کھلا ہے۔ تبلیغ کریں۔ اپنے حلقہ تبلیغ کو وسیع کریں۔ ایک مرتبہ جا کر لیف لیٹ دے دینا یا صدر خدام الاحمدیہ یا سیکرٹری تبلیغ کی طرف سے رپورٹ کا آجانا کہ اتنے لاکھ لیف لیٹس تقسیم کئے صرف یہی تبلیغ نہیں ہے۔ میں کل یا پرسوں یہی سوچ رہا تھا کہ ہم لاکھوں میں تقسیم تو کر دیتے ہیں لیکن دیکھنے کی بات یہ ہے کہ یہاں جرمنی میں جو تیس ہزار کی احمدیوں کی آبادی ہے اُس میں سے کتنے لوگ ہیں جو لیف لیٹس تقسیم کر رہے ہیں؟ مثلاً یہاں جرمنی میں ساڑھے تین ہزار واقفین نو لڑکے ہیں۔ اگر ہر لڑکا تبلیغ کے میدان میں involve ہو جائے اور بروشرز کی تقسیم کے ساتھ ساتھ ذاتی رابطے اور تبلیغ ہوتی رہے تو بہت کام کر سکتے ہیں۔ یہ بڑا وسیع میدان ہے۔ نئے نئے طریقے explore کرنا اور نئے نئے راستے نکالنا یہ تو آپ لوگوں کا کام ہے۔ صرف یہ کہہ دینا کہ صرف جماعت کے payroll پر آکر ہی خدمت ہو سکتی ہے تو جماعت تو اس وقت ہر ایک کو لے بھی نہیں سکتی۔ ویسے بھی اگر کسی نے پاکستان میں جامعہ میں تعلیم مکمل نہیں کی یا جامعہ چھوڑ دیا وہ کسی وجہ سے ہی چھوڑا ہوگا اور اس کے بعد یہاں آگئے تو کسی وجہ سے ہی آئے ہوں گے۔ اب یہاں آکر آپ کو آزادی ہے، آپ کے مالی حالات نسبتاً بہتر ہیں۔ پاکستان کی نسبت یہاں مذہبی آزادی سو فیصد زیادہ ہے اور مختلف قسم کی دوسری سہولتیں بھی ہیں تو ان سے فائدہ اٹھائیں اور جماعت کے کام کریں۔

واقفین نو خدّام کی یہ کلاس ساڑھے بارہ بجے تک جاری رہی۔